ابو عمار زاہد الراشدی

قرآن وسنت کی تعلیمات اور ہمارا اجتماعی طرز عمل

۴ جون ۹۹ء کو شمالی لندن کی مرکزی جامع مسجد (فنس بری پارک) میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب

بعد الحمد والصلوۃ۔ میں نے سورۃ العنکبوت کی دو آیات تلاوت کی ہیں جو اکیسویں پارے کے پہلے رکوع کی آخری آیتیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ مشرکین مکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر وبیشتر نشانیوں اور معجزات کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں معجزات دیے ہیں، مکہ مکرمہ میں بھی دیے ہیں اور مدینہ منورہ میں بھی عطا فرمائے ہیں، ان میں سے بعض معجزات ایسے ہیں جو مشرکین کی فرمائش پر دیے گئے اور ایسے معجزات بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کسی فرمائش کے بغیر اپنی حکمت سے عطا فرمائے۔ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ ایک کافر نے بند مٹھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کر کے کہا کہ اگر آپ یہ بتا دیں کہ اس بند مٹھی میں کیا ہے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ خود بتا دیں تو؟ اس نے کہا کہ یہ تو اور اچھا ہے۔ اسی کی مٹھی میں کنکریاں تھیں جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر خود بول اٹھیں اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔ یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جو ایک کافر کی فرمائش پر ظاہر ہوا۔

اسی طرح شق قمر کا معجزہ ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک رات مطلع صاف تھا، چاند مکمل تھا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی روشنی میں کھلے آسمان تلے تشریف فرما تھے، مکہ کے چند سرکردہ حضرات آئے اور کہا کہ ہم آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ یہ چاند آپ کی سچائی کی گواہی دے اور اس کے لیے دو ٹکڑے ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بات ڈالی کہ آپ اشارہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اب وہ کافر سردار ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، آنکھیں مل رہے ہیں اور بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا رہے ہیں مگر ایمان مقدر میں نہیں تھا اس لیے جب یہ یقین ہو گیا کہ چاند واقعی دو ٹکڑے ہے جو صاف نظر آ رہا ہے تو کہنے لگے کہ بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں مگر کسی کا جادو آسمان پر نہیں چلتا اور یہ تو اتنا بڑا جادوگر (معاذ اللہ) ہے کہ اس کا جادو آسمان پر بھی چلتا ہے۔ تو اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کی فرمائش پر بھی متعدد معجزات عطا فرمائے مگر اس کے باوجود ان کے مطالبات کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور طرح طرح کے معجزات کی فرمائش کرتے رہتے تھے جن میں سے بعض فرمائشوں کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی ہے۔

مثلاً ایک بار انہوں نے تقاضا کیا کہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے سامنے آ کر آپ کی نبوت کی شہادت دے یا کم از کم اللہ تعالیٰ کے فرشتے آ کر ہمیں بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ایک موقع پر یہ تقاضا کیا کہ اگر آپ رسول خدا ہیں تو آپ کے آگے آگے فرشتوں کو ہونا چاہیے جو پروٹوکول ڈیوٹی دیں اور لوگوں کو خبردار کریں کہ اللہ کے نبی آ رہے ہیں۔ ایک تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو مکہ مکرمہ میں آپ کا سونے کا محل ہونا چاہیے، انگور اور کھجور کا باغ ہونا چاہیے، نہریں اور چشمے ہونے چاہئیں تا کہ لوگوں کو دور سے پتہ چلے کہ یہ پیغمبر کا ڈیرہ ہے۔ اسی طرح کفار مکہ کی ایک یہ فرمائش بھی قرآن پاک نے بیان کی ہے کہ آپ یہ کتاب جو تھوڑی تھوڑی کر کے ہمیں سناتے ہیں، اسے ہم نہیں مانتے۔ ہم تو اس کتاب کو مانیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خالی ہاتھ آسمان کی طرف چڑھ جائیں اور پھر وہاں سے واپس آئیں تو آپ کے ہاتھ میں کتاب ہو، اس کتاب پر ہم ایمان لائیں گے۔

الغرض اس طرح کے بے تکے سوالات اور تقاضے مشرکین مکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے رہتے تھے۔ سورۃ العنکبوت کی جو دو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے انہی سوالات کا جواب دیا ہے اور جواب میں دو باتیں فرمائی ہیں۔ پہلے مشرکین کا سوال نقل کیا ہے کہ "وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اترتیں؟" نشانیاں تو بہت سی نازل ہوئی ہیں جو مشرکین نے بھی دیکھی ہیں مگر ان کا مطلب تھا کہ جو نشانیاں ہم کہتے ہیں وہ کیوں پوری نہیں ہوتیں؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پہلی بات یہ فرمائی کہ قل انما الآیات عند اللہ اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں یعنی نشانیاں اور معجزات دینا اس کے اختیار میں ہے اور اس کی حکمت بھی وہی جانتا ہے کہ کون سی نشانیاں دینی ہیں اور کونسی نہیں؟ میرا کام نشانیاں پیش کرنا نہیں اور نہ ہی یہ میری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ انما انا نذیر مبین یعنی میرا کام تو صرف یہ ہے کہ لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈراؤں اور

اس کے احکام کو کھول کر بیان کر دوں۔ باقی نشانیاں اور معجزات دینا اس کا کام ہے، چاہے دے اور چاہے نہ دے اور اس کی حکمت بھی وہی جانتا ہے۔

اب آپ خود غور کر لیجیے کہ چاند کا دو ٹکڑے کرنا بھی کفار مکہ کا مطالبہ تھا اور مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل بھی انہی کا تقاضا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کا چاند دو ٹکڑے کر دیا مگر مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل نہیں دیا حالانکہ بظاہر ہمارے حساب سے اس سے وہ زیادہ مشکل نظر آتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے لیے نہ وہ مشکل ہے نہ یہ مشکل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل بنا دیتے تو کون سی مشکل بات تھی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اسی میں حکمت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔ کوئی حکمت ہماری سمجھ میں بھی آجاتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ کی ہر حکمت ہم سمجھ جائیں۔ البتہ یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم یا کام حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔

حوالہ اس وقت ذہن میں نہیں ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حوالہ سے کئی جگہ پڑھا کرتا تھا کہ مکہ مکرمہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا محل نہ دینے کی ایک حکمت ہماری سمجھ میں بھی آتی ہے کہ اگر یہ سونے کا محل بن جاتا تو قیامت تک کے لیے مخالفین کو ایک ہتھیار مل جاتا کہ جتنے لوگ بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، وہ ان کی سچائی اور اسلام کی حقانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ سونے کا محل دیکھ کر ایمان لائے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان کا چاند تو مشرکین مکہ کے فرمائش پر دو ٹکڑے کر دیا مگر مکہ مکرمہ میں سونے کا ایک محل بنا کر نہیں دیا۔

مکہ مکرمہ کے کفار کے اس سوال کے جواب میں دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ "کیا ان کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان لانے والوں کے لیے۔"

گویا اللہ رب العزت نے یہ فرمایا کہ قرآن کریم جیسے عظیم معجزے اور نشانی کے بعد یہ اور کس معجزہ کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ایک بہت بڑی بات سامنے آجانے کے بعد چھوٹی چھوٹی باتوں کے پیچھے پڑنا عجیب سا لگتا ہے اور بے وقوفی معلوم ہوتی ہے اور قرآن کریم میں سوال کے انداز میں مشرکین مکہ کی اسی بے وقوفی کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ ہے اور قیامت تک زندہ رہنے والا معجزہ ہے۔ باقی بہت سے وقتی تھے جن پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتے نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے، ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے چند افراد کا کھانا سینکڑوں حضرات کو سیر ہو کر کھاتے نہیں دیکھا مگر ہمارا ایمان ہے، اسی طرح اور معجزات ہیں جو ہم نے دیکھے نہیں مگر ان میں سے جو بھی صحیح روایات کے ساتھ ثابت ہیں، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں البتہ قرآن کریم ایک ایسا معجزہ ہے جو ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ رہے ہیں اور اس کے اعجاز کا بھی مشاہدہ کر رہے ہیں اور قیامت تک لوگ اس زندہ معجزہ کو کھلی آنکھوں سے دیکھتے رہیں گے۔ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ یہ سینوں میں محفوظ ہو جاتا ہے اور پھر محفوظ رہتا بھی ہے، دنیا میں صرف یہی ایک کتاب ہے جس کے حافظ لاکھوں کی تعداد میں دنیا میں ہر وقت موجود رہتے ہیں، یہ قرآن کریم کی خصوصیت ہے جس کا ذکر خود قرآن کریم میں سورۃ العنکبوت کی انہی آیات سے کچھ پہلے کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی آیات اہل علم کے سینوں میں محفوظ رہتی ہے۔ فی صدور الذین اوتوا العلم۔ اس پر حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے بڑی دل چسپ بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اصل جگہ سینہ ہے اور کتاب امر زائد ہے یعنی قرآن کریم کا اصل مقام یہ ہے کہ اسے سینے میں محفوظ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اسے دوسرے اسباب سے بے نیاز کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بے نیاز ذات ہے اس لیے اس کا کلام بھی بے نیاز ہے، ظاہری اسباب کا محتاج نہیں۔ آج دنیا میں کاغذ، قلم، سیاہی، ڈسک، کیسٹ، سی، ڈی اور اس طرح کے اسباب ختم ہو جائیں اور ان کا وجود باقی نہ رہے تو دنیا کی ہر کتاب ختم ہو جائے گی۔ ہر تحریر اور کلام فنا ہو جائے گا مگر قرآن کریم پھر بھی موجود رہے گا جو ان اسباب سے بے نیاز ہے اور لاکھوں اہل ایمان کے سینوں میں محفوظ ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے اعجاز کا ایک اور پہلو بھی دیکھ لیں۔ دنیا میں لاکھوں کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں مگر ایک کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوتا ہے تو وہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے، تیسرے ایڈیشن میں اور زیادہ فرق ہو جاتا ہے مگر قرآن کریم کے جو چند نسخے سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تحریر کیے گئے، ان میں سے تین نسخے اصلی حالت میں آج بھی موجود ہیں، ایک ترکی میں ہے جو استنبول کے توپ کاپی میوزیم میں ہے، دوسرا تاشقند میں ہے اور تیسرا یہاں لندن کے انڈیا آفس لائبریری میں ہے۔ اس لندن والے نسخہ کی میں نے بھی زیارت کی ہے جس کے آخر میں لکھا ہے کتبہ عثمان بن عفان کہ اس قرآن کریم کو حضرت عثمان بن عفانؓ نے لکھا ہے۔ اس پر بعض عثمانی، صفوی اور مغل حکمرانوں کی مہریں بھی ہیں جن کے پاس باری باری یہ قرآن کریم رہا ہے اور پھر مغل دور کے آخر میں انگریزوں نے وہاں سے لندن منتقل کر دیا تھا۔

یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ چودہ سو سال قبل لکھے جانے والے اصل نسخے موجود ہیں اور آج مراکش سے انڈونیشیا تک کسی مسلم طبع کا چھپا

ہوا قرآن کریم لے کر تقابل کر لیں، آپ کو کوئی فرق دکھائی نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے اسی اعجاز کا ذکر کر رہے ہیں اور مشرکین مکہ سے پوچھ رہے ہیں کہ اتنے بڑے معجزہ کے بعد اور کون سی نشانی مانگتے ہو؟ ان آیات کریمہ کے بارے میں ایک روایت بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو امام سیوطیؒ نے مسند دارمی کے حوالے سے لباب النقول فی اسباب النزول میں نقل کی ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں مسلمانوں کے ساتھ یہودی اور بت پرست بھی رہتے تھے اور مخلوط معاشرہ تھا، شہرداری تھی اس لیے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے، خوشی غمی کی محفلوں میں اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے کی باتیں بھی سنتے تھے، کئی بار ایسا ہوتا کہ صحابہ کرامؓ یہودیوں سے پرانے دور کی اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی کوئی بات سنتے تو آپس میں بھی اس پر بحث و گفتگو کرتے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بعض صحابہ کرامؓ کو اونٹ کے کولہے کی ایک ہڈی ملی جس پر تورات کے کچھ احکام درج تھے۔ اس زمانہ میں کاغذ عام نہیں ہوتا تھا اور زیادہ تر ہڈیاں، چوڑے پتھر، بڑے پتے اور درخت کی چھال ہی لکھنے پڑھنے کے کام آتے تھے، اونٹ کے کولہے کی ہڈی کو اس دور کا تختہ سیاہ سمجھ لیں، وہ حضرات اسے اٹھا کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ خیال ہوگا کہ رسول اکرمؐ خوش ہوں گے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کیا اور مسند دارمی کے مطابق ارشاد فرمایا کہ

کفی بقوم ضلالة ان یرغبوا عما جاء به نبیهم الی ما جاء
به غیره الی غیرهم او کما قال صلی الله علیه وسلم

یہ روایت امام ابن جریرؒ نے تفسیر طبری میں بھی نقل کی ہے اور اس ارشاد نبویؐ کا معنی یہ ہے کہ کسی قوم کے گمراہ ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی ہدایات و تعلیمات کی بجائے دوسروں کی تعلیمات کی طرف توجہ دینا شروع کر دے۔ اس کا محاورہ کا ترجمہ میں یوں کرتا ہوں کہ جب کوئی امت اپنے پیغمبر کی تعلیمات کے ہوتے ہوئے دوسروں کی طرف دیکھنا شروع کر دے تو اس کی گمراہی کا آغاز ہو جاتا ہے، یہ فرما کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی ہے

"کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپؐ پر ہم نے کتاب اتاری ہے جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے"

گویا اس آیت کریمہ میں جہاں کافروں کے لیے یہ پیغام ہے کہ قرآن کریم کے آجانے کے بعد اور کسی نشانی اور معجزہ کا مطالبہ معقولیت نہیں ہے، وہاں ہم مسلمانوں کے لیے بھی اس میں یہ پیغام ہے کہ قرآن کریم اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہوتے ہوئے راہنمائی کے لیے کسی اور طرف دیکھنا گمراہی ہے اور آج ہم دنیا بھر کے مسلمان اپنی حالت پر غور کریں تو یہی گمراہی ہم پر مسلط ہے کہ قرآن کریم ہمارے گھروں میں ہے، زبانوں پر ہے اور سینوں میں ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت سے ہماری الماریاں بھری ہوئی ہیں مگر ہم اپنے اجتماعی معاملات میں راہ نمائی کے لیے ادھر ادھر جھک مارتے پھر رہے ہیں۔ کبھی ماسکو کی طرف دیکھتے ہیں، کبھی واشنگٹن کی طرف دیکھتے ہیں، کبھی لندن کا رخ کر لیتے ہیں، کبھی بیجنگ کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی پیرس سے راہ نمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ گمراہی ہے اور جب تک اس گمراہی سے نجات حاصل کر کے ہم قرآن و سنت کی تعلیمات پر قناعت نہیں کریں گے اور انہیں سینے سے نہیں لگائیں گے، ہدایت اور کامیابی کی منزل کی طرف گامزن نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

حق چاریارؓ اکیڈمی گجرات کی مطبوعات

☆ مولف: مولانا عبد الحق خان بشیر ☆

○ قادیانی نبوت کے نشیب و فراز
(صفحات ۵۶ :۔ قیمت: ۱۰ روپے)

○ عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت
(صفحات ۲۸ :۔ قیمت: ۸ روپے)

○ مقام و شہادت امام عثمانؓ غنی
(صفحات ۲۰ :۔ قیمت: ۵ روپے)

○ تاریخ و مسلک علماء دیوبند
(صفحات ۱۲ :۔ قیمت: ۵ روپے)

○ اسلامی پردہ، آبرو کا ضامن
(صفحات ۱۲ :۔ قیمت: ۳ روپے)

ملنے کا پتہ: حق چاریارؓ اکیڈمی
جامع مسجد حیات النبیؐ" محلہ حیات النبیؐ" گجرات